سیرت وکردار کی تبدیلی کی ضرورت

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ

یہاں اورنگ آباد آکر مجھ جیسے تاریخ کے ایک طالب علم پر کچھ پرانی یادوں کا اثر تازہ ہوجاتا ہے، یہ کوئی غیر معمولی اور عجیب بات نہیں ہے، مورخوں کی ایک بڑی دشواری یہ ہے کہ وہ اپنے تاریخی مطالعہ سے کسی جگہ علیحدہ ہو نہیں سکتے، تاریخ کے نتائج بدلی بن کر سامنے آجاتے ہیں، وہ کتنا ہی چاہیں کہ وہ اس سے ہٹ جائیں، ہٹتے نہیں ہیں۔

اورنگ آباد کو میں ہندستان کا غرناطہ کہتا ہوں، جو لوگ تاریخ اسلام سے واقف ہیں، وہ اس تشبیہ کو سمجھیں گے، ان دونوں میں بڑی مماثلت ہے، اس میں عربی اسلامی سلطنت تھی جس نے صدیوں یورپ میں ڈنکا بجایا، اس کے بار احسان سے وہ کبھی سبکدوش نہیں ہوسکتا، اس نے یورپ کو بہت کچھ دیا، کاش کہ وہ پورے یورپ کو اسلام کی دولت دیتا، اس سے یہ بڑی کوتاہی ہوئی، اس کوتاہی کے جرمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سے ملک ہی لے لیا۔

عربوں نے یورپ کو علم کی روشنی دی، حقیقت پسندی اور استقراء کا طریقہ دیا، جس کو یورپ کی علمی ترقی میں بہت بڑا دخل ہے، اندلس ہی ہے، جو یورپ کو قیاس سے استقراء پر لایا، قیاس یہ ہے کہ آپ اپنی طرف سے کوئی اصول وکلیہ اپنی ذہانت ومطالعہ سے بنالیں، اور اس کے بعد جزئیات کو اس کے ماتحت کرلیں، اور استقراء یہ ہے کہ آپ جزئیات پر غور کریں، پھر ان کے عمومی واجتماعی مطالعہ سے آپ ایک کلیہ بنائیں، جزئیات اس کی شہادت وگواہی دیتی ہیں کہ یہ کلیہ ہونا چاہئے۔

یورپ نے جو کچھ ترقی کی ہے، اور فلسفہ مابعد الطبیعیات سے ہٹ کر سائنس، ٹیکنالوجی اور تجربہ پر آیا، وہ استقراء کے اصول کو مان لینے کی وجہ سے، اور یہ دین عطیہ ہے اندلس اسلامی (اسپین) کا، اس نے طب کا فن دیا، اور یونان کا

فلسفہ منتقل کر کے یورپ کو دیا، انہوں نے یونان کے فلسفہ کو سمجھا، اس کو ہضم کیا، اور پھر اس کی شرح کی، پھر اسی کے ترجمے انگریزی اور دوسری زبانوں میں ہوئے۔

لیکن ان سے کوتاہی ہوئی کہ انہوں نے خالص اسلام کی دعوت یورپ میں نہیں پھیلائی، وہ علوم وفنون کی ترقی، اور ادب وشاعری کی ترقی میں لگ گئے، یہ اس وقت کا موضوع نہیں ہے، اورنگ آباد آکر یہ زخم کہن تازہ ہو جاتے ہیں، وہاں اسلامی عرب سلطنت کا زوال ہوا، اور اس کا آغاز ہوا، اور اس کی آخری فصل لکھی گئی، یہاں ہندستان میں مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہوا جو بہر حال مسلمانوں کے اقتدار کی ایک نشانی تھی، مورخ وناقد اس پر کتنی تنقید کریں، ہمیں اس کے بہت سے کارناموں کو ماننا پڑے گا۔

لیکن میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت وسلطنت اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور خود قرآن پاک میں اس کو ایک بڑی نعمت کے طور پر بیان کیا گیا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے کہتے ہیں:

"یاقومِ اذکروا نعمةَ اللّٰهِ عَلَیکم اِذْ جَعَلَ فِیکم انبیاء وَ جَعَلَکم مُلُوکًا وّاٰتٰکم ما لَم یوتِ اَحَدًا مِنَ العٰلمِین. (المائدہ ۲۰)

"بھائیو! اللہ نے تم پر جو احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو کہ اس نے تم میں پیغمبر پیدا کئے اور تمہیں بادشاہ بنایا، اور تم کو اتنا کچھ عنایت کیا کہ اہل عالم میں کسی کو نہیں دیا"

حکومت وسلطنت ایک نعمت ہے، لیکن حکومت وسلطنت کوئی ایسی خارجی اور مصنوعی چیز نہیں ہے جو کہیں سے لاکر کہیں ٹھونک دی جائے، یا خود بخود پیدا ہو جائے، حکومت وسلطنت تو ایک خاص کردار، احساس ذمہ داری، ہمدردی خلائق اور جذبہ خدمت کا مظہر ہے، یعنی جب کسی جماعت یا ملت کا خاص مزاج وکردار پیدا ہو جاتا ہے، تو اس مزاج وکردار کی وسعت اور گہرائی کے مطابق اس کو موقعہ دیا جاتا ہے کہ وہ کسی خطہ زمین پر اپنی صلاحیتوں کا اظہار کرے:۔

"ثُمَّ جَعَلْنٰکم خلٰئِفَ فِی الاَرضِ مِنْ بَعْدِ هِم لِنَنْظُرَ کَیفَ تَعلَمُونَ . (یونس ۱۴)

"پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو ملک میں خلیفہ بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔"

اصل چیز ہے سیرت وکردار، اور وہ طرز زندگی ہے جو ایک سلطنت ہی نہیں، بلکہ سلطنت سے بڑی چیزیں، یعنی معرفت الٰہی، اللہ کے یہاں کی مقبولیت، نظر کی تاثیر، اور خیر عام اور ہدایت ورحمت الٰہی کا دروازہ کھولنے کا کام کرتی ہے، سلطنت تو اس کا ایک ہلکا اور ایک پھیکا سا نشان ہے، ایمانی سیرت وہ چیز ہے، جو آفاق وانفس کی فتوحات عطا

کرتی ہے، اور وہ جہاں گیری عطا کرتی ہے، جس کے سامنے سلطنتیں ہیچ ہیں، وہ اصل چیز جو ہر خیر کا منبع وسرچشمہ ہے، وہ ہے سیرت، میں نے کسی موقعہ پر کہا تھا کہ ''ارادے اداروں کو پیدا کرتے ہیں، ادارے ارادوں کو پیدا نہیں کرتے'' اصل چیز ہے صحیح ارادہ، جب صحیح ارادہ ہو جاتا ہے تو پھر سیکڑوں ادارے وجود میں آتے ہیں، ادارے جیتے ہیں، مرتے ہیں، پیدا ہوتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں، لیکن ارادۂ انسانی جب صحیح ہو جائے اور انسان کی نیت صحیح ہو جائے، انسان کی سیرت شریعت کے سانچہ میں ڈھل جائے، انسان کے اعمال وتصرفات منشائے الٰہی کے تابع ہو جائیں، منشائے الٰہی کے سانچہ میں ڈھل کر نکلیں اور ذہن کا رخ صحیح ہو جائے کہ ہر بن مو سے صدا آئے: ''وَقُلْ رب ادخِلنِی مُدخَلَ صِدْقٍ و اَخرِجنی مخرج صِدْقٍ واجعل لی من لدنك سلطنا نصیرًا'' تو ان کے غلاموں کے قدموں کے نیچے کسریٰ وقیصر کے تاج آتے ہیں۔

در شبستان حرام خلوت گزیدہ قوم وآئین وحکومت آفرید

ماند شبہا چشم اومحرم نوم تا بہ تخت خسروی خوابید قوم

اقبال کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تخت خسروی پر آکر سوگئی، یعنی اس نے تخت خسروی کو ایک معمولی چارپائی اور ایک سریر سمجھا، اس کو خاطر میں نہیں لائی، جہاں بیٹھنا چاہئے تھا، جاہ وجلال کا اظہار کرنے کے لئے، وہاں وہ سوگئی۔

تو اصل چیز کیا ہے؟ خدا کو جب منظور ہوگا، اور خدا کی حکمت کا تقاضہ ہوگا تو سلطنت وجود میں آئے گی، اور جب خدا کی حکمت کو کچھ اور تقاضہ ہوگا، تو اس سے بھی بڑی چیزیں وجود میں آئیں گی، یہ درویشانِ بےنوا، یہ فقیرانِ کج کلاہ، آپ کی سرزمین میں آرام فرما ہیں، انہوں نے بادشاہوں پر حکمرانی کی ہے، حضرت خواجہ برہان الدین غریب...... کے واقعات پڑھیے، حضرت خواجہ زین الدین کے واقعات پڑھئے، ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ شیخ زین الدین کو بادشاہ وقت نے طلب کیا، جو اس وقت کا سب سے بڑا بادشاہ تھا، کسی بات پر اس کو ناگواری ہوئی تو انہوں نے خواجہ برہان الدین غریب کی قبر پر آکر اپنی لاٹھی گاڑ دی اور کہا، اب جس میں دم اور ہمت ہو وہ یہاں سے اٹھا کر دیکھے، تو اس کے سامنے بادشاہ ہی جھکا، وہ اس کے سامنے نہیں جھکے، ایسی نظیروں سے پوری تاریخ بھری ہوئی ہے۔

اصل چیز کیا ہے، وہ ہے سیرت کا پیدا کرنا، جس کا عنوان ہے ''اَدْخِلْنِی'' میں داخل ہوں تو تیرے حکم کے مطابق، نکلوں تو تیری تعلیم اور منشاء کے مطابق، جس کو ''مدخل صدق'' اور ''مخرج صدق'' کہا گیا: ''وَاجْعَلْ

لی من لدنک سُلطناً نصیرًا" (الاسراء،۸۰) اور اپنے ہاں سے زور وقوت کو میرا مددگار بنائیو) کہا گیا، آپ کے سوا مدد کرنے والی کوئی ذات نہیں ہے، میرے لیے آپ اپنی طرف سے طاقت پیدا کر دیجئے، اصل مسلمانوں کی طاقت اس میں مضمر ہے، کس کی سلطنت رہی ہے؟ اگر کسی کی سلطنت رہتی تو خلافت راشدہ رہتی، اور اس کے بعد کوئی شہنشاہی رہتی تو سلطنت عباسیہ جو پورے متمدن افریقہ اور ایشیا کے عظیم ترین ممالک پر حکومت کرتی تھی، یہ مغلوں کی سلطنت خود کتنی بڑی سلطنت تھی، یہ چیز یعنی نعمت اللہ تعالیٰ کسی کو دے تو فائدہ اٹھانا چاہئے، میں اس کی تحقیر نہیں کرتا لیکن یہ مسلمان کے لیے موت وزندگی کا سوال نہیں۔ یہ نہیں کہ سلطنت ختم ہو جائے تو یہ امت مرگئی، اور جب سلطنت آئے تو یہ امت زندہ ہوگئی، امت سلطنت سے بالاتر ہے، سلطنت امت سے بالاتر نہیں، سلطنت امت کے لئے ہے، امت سلطنت کے لئے نہیں، سیرت سلطنت بھی پیدا کرتی ہے، اور سلطنت سے بھی عظیم تر چیز پیدا کرتی ہے، اور وہ سیرت خود خدا کو پسند ہے، جس کے انعام میں وہ ساری دنیا بھی عطا کر دے اور ہفت اقلیم کی سلطنت بھی عطا فرمادے...... اور عطا بھی فرمائی ہے، کبھی حضرت سلیمان علیہ السلام کو، اور کبھی اپنے کسی اور محبوب بندے کو۔

"وَقُل رب ادخلنی مُد خَل صدقٍ واَخرجنی مخرج صدق" میرا چلنا پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، مرنا جینا، سب تیرے لیے ہو، اور الفاظ قرآنی میں وہ کہا جا سکے جس کی نبی کو تعلیم دی گئی ہے: "قل ان صلاتی و نسکی ومحیای ومَمـاتی لِلّٰہ رب العلمین. لَا شَرِیْکَ لَہ وبذٰلکَ اُمِرتُ وَاَنَا اوّلُ المُسلِمِین" (الانعام ۱۶۲) (یہ بھی) کہہ دو کہ میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا سب خدائے رب العالمین ہی کے لیے ہے، جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اسی بات کا حکم ملا ہے، اور میں سب سے اول فرماں بردار ہوں۔

مسلمان کی زندگی شریعت کے سانچہ میں، قرآن وحدیث کے سانچہ میں، سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچہ میں ڈھل کر نکلے، نہ اپنی خواہش سے جانا، نہ اپنی خواہش سے آنا، نہ اپنی خواہش سے اٹھنا، نہ اپنی خواہش سے بیٹھنا، نہ اپنی خواہش سے حکم چلانا، نہ اپنی خواہش سے حکم ماننا، اور نہ اپنی خواہش سے کسی کو زیر کرنا، نہ اپنی خواہش سے کسی کے سامنے زیر ہونا، یہ ہے "ادخلنی مد خل صدق واخرجنی مخرج صدق"۔

ہر کام کے لئے شریعت کی دلیل ہونی چاہئے، خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے، اس وقت کا فرمان کیا ہے، اس وقت کا حکم کیا ہے؟ اس وقت خدا کا حکم ہے کہ ہم جھک جائیں، اس وقت خدا کا حکم ہے کہ ہم رُک جائیں، حالی نے صحابۂ کرام کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے۔

شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی   بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ   جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ

حضرات! مجھے ایک تاریخ کے طالب علم کی حیثیت سے، پرانی یادیں ستائیں، اور میرے دل میں چٹکی لیں، یہ الگ بات ہے، لیکن قرآن ازلی وابدی کتاب ہے، اور وہ خدا کا فیصلہ ناطق ہے، اصل چیز ہے، اسلام کی سیرت بنانا، یعنی نفس کی خواہش، اپنے ذاتی مفادات، اور وقتی تقاضوں کو شریعت کے سامنے جھکا دینا، اور اس کے تابع بنا دینا، یہ جھوٹی عزت، یہ نام وری، یہ شہرت، ہم چشموں میں عزت کوئی چیز نہیں، اصل چیز، امر الٰہی ہے، اور امر الٰہی کیا ہے؟ اس کو تلاش کرنا کہ اللہ تعالیٰ ہماری کیسی زندگی چاہتا ہے، اس وقت اسلام کی مصلحت کا تقاضہ کیا ہے؟ معیار اور کسوٹی یہ ہے کہ ہمیں کیا ملے گا؟ ساری جدوجہد، سیاسی جدوجہد سے لے کر معاشی جدوجہد تک اسی مرکز کے گرد گھومے وہ کیا؟ کہ ہمیں اس سے کیا ملے گا؟

آج تمام دنیا میں مسلمان ہیں، کونسا ملک ہے، جہاں آپ کے ملک کے لوگ موجود نہیں؟ لیکن کس کے لئے ہیں، بس یہی مسئلہ ہے، دعوت پھیلانے کے لئے؟...... نہیں، ایسا نہیں ہے کہ انسانیت پر رحم کھا کر انگلستان، کنیڈا، امریکہ، خود عرب ملکوں کی موجودہ خطرناک حالات دیکھ کر وہ بے چین ہو کر اپنے گھروں سے نکلے ہوں، یہ "اخرجنی مخرج صدق" نہیں ہے، اور جو وہاں گئے تو یہ "ادخلنی مدخل صدق" نہیں ہے، معاشی مصلحت کے مفاد نے ان کو نکالا، معاشی مفاد نے ان کو وہاں داخل کیا، معاشی وذاتی وخاندانی مفاد نے ان کو وہاں رکھا، جب اس کو تقاضہ ہوگا کہ مکہ کے بجائے نیویارک چلے جائیں تو وہ چلے جائیں گے، آپ جب چاہیں امتحان لے کر دیکھ لیجئے، اور جب اس کا تقاضہ ہوگا کہ مکہ چلے آئیں تو وہاں چلے آئیں گے، اس لیے نہیں کہ وہاں حرم ہے، بلکہ اس لیے کہ معاشی مسئلہ کا تعلق وہاں سے ہے یہ نہ "مدخل صدق" پر عمل کررہے ہیں، اور نہ "مخرج صدق" پر چل رہے ہیں، یہ اللہ کا حکم ہے، اپنے نبی کو تعلیم دی جارہی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں امت کو تعلیم دی جارہی ہے، ہم دعا کریں "رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق" ہمارا جینا مرنا، ہمارا کسی سے خوش ہونا، کسی سے ناراض ہونا، ہمارا ٹوٹنا اور جڑنا، ہمارا بگڑنا اور بننا، یہ سب خدا کے حکم اور امر الٰہی کے تابع ہو، پھر دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کیا عطا کرتا ہے؟ شکوہ اس سیرت کے بدل جانے کا ہے، اس ذہن کے بدل جانے کا ہے کہ شریعت ہماری امام نہ رہی، شریعت ہمارا فیصلہ کرنے والی طاقت نہ رہی جو ہمارے مسائل میں ایک حکم کی

حیثیت رکھے، ہم نے شریعت کو حاکم نہیں بنایا، ہم نے اپنی خواہشات کو، اپنے مفادات کو حکم بنایا، بس اس وقت اصل انقلاب جو مسلمانوں کے لیے ضروری ہے، وہ ہے سیرت کا اختیار کرنا کہ ہماری زندگی اللہ اور اس کے رسول کے منشاء کے مطابق بن جائے، وہ ہم سے جو کرائے وہ ہم کریں، وہ جو چھڑائے وہ ہم چھوڑیں۔

آج امتحان لے لیجئے، ہم سب مسلمان کہلاتے ہیں، اللہ کا شکر ہے، اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار انعام ہے، نبیوں کی دولت ہمارے پاس ہے، ایمان کی دولت ہمارے پاس ہے، میں ہرگز اس کا انکار نہیں کرتا، اور نہ اس کی اہمیت کم کرتا ہوں لیکن اس کے بعد ہماری سیرت کیا ہے؟ جس میں فائدہ دیکھا اس کو کیا، سیاسی جدوجہد کو لے لیجئے کہ ہمارے سامنے اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں کی ممبریاں ہیں، اس کے بعد کی کمیٹیاں ہیں، اس کے بعد کے کمیشن ہیں، اور اس کے بعد کے فوائد ہیں، عزتیں ہیں، سرخ روئی ہیں، اور دوسرے میدانوں میں دیکھ لیجئے، شادی بیاہ ہے، بس اس میں جو کچھ ہو رہا ہے، غلط ہو کہ صحیح، اس کا مقصد یہ ہے کہ برادری میں تعریف ہو، نام روشن ہو دھوم مچے کہ فلاں کی شادی اس طرح سے ہوئی، فلاں کام اس دھوم دھڑکے سے ہوا، یہ تو ''ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق'' نہیں ہے، مسلمان کو پہلے یہ پوچھنا چاہئے کہ شریعت کا حکم کیا ہے، یہ ہمارے لیے جائز ہے کہ نہیں؟ صحابہ کرامؓ نے تو یہی کیا کہ شراب جیسی چیز۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہم سب کو محفوظ رکھا۔ کسی نے کہا ہے

چھٹتی نہیں ہے ظالم منہ سے لگی ہوئی

امریکہ میں پریسیڈنٹ ہوور (HOOWER) کے زمانے میں اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی کہ امریکہ سے شراب چھوٹ جائے، دیکھ لیجئے اس کی تمام تر تفصیلات کہ اس کے لیے کیا ذرائع استعمال کیے گئے، اس کے لئے جان تک کی بازی لگادی، پروپیگنڈہ کیا، ترغیبات دیں، اس کے نقصانات بیان کئے گئے، تاریخ کی ۹ شہادت موجود ہے کہ بجائے کم ہونے کے مزید لت پڑ گئی، اور ضد ہوگئی کہ شراب نہیں چھوٹ سکتی، آخر میں صدر اور حکومت کو ہار ماننی پڑی، انہوں نے ہار نہیں مانی، اس کے مقابلہ میں مدینہ میں بوریہ پر بیٹھ کر اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہتا ہے: ''یاایھا الذین امنو انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون'' (المائدہ۹۰) ''اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور پاسے (یہ سب) ناپاک کام، اعمال شیطان سے ہیں، سو ان سے بچتے رہنا تا کہ نجات پاؤ۔''

یہ کہنا تھا کہ ادھر سے آواز آئی ''انتھینا انتھینا'' لوگوں کا بیان ہے کہ ہونٹوں پر جتنی شراب گئی، اس سے آگے

بڑھنے نہ پائی، ایک قطرہ بھی نہیں گیا، اسی وقت انڈیل دی، جو جہاں بیٹھا تھا اس نے وہیں انڈیل دی، دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ مدینہ کی گلیوں اور نالیوں میں شراب اس طرح بہہ رہی تھی جیسے پانی بہتا ہے، اب اس کے بعد دیکھئے کہ شراب پینے کے کتنے واقعات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آئے جب کہ تمدن بھی آ گیا تھا، اور روم وایران اور شام کی دولت کے خزانے امنڈ آئے تھے۔

اس وقت جس چیز کی کمی ہے، اور جو چیز فیصلہ کن اور انقلاب انگیز ہے وہ ہے اسلامی سیرت کا اختیار کرنا، اور اگر ایسا اجتماعی طور پر ہو تو کیا کہنے ہیں، اجتماعی طور پر بھی الحمدللہ کوششیں ہو رہی ہیں، انفرادی طور پر کوشش کر کے دیکھئے، اور آپ سب لوگ الحمدللہ یہاں پر موجود ہیں، ہم میں سے ہر ایک شخص یہ طے کرے کہ شریعت کو مقدم رکھنا ہے، حکم الٰہی اور حکم شرعی پوچھنا ہے، کوئی بھی کام ہو، سیاسی انتخاب والیکشن سے لے کر شادی بیاہ، ختنہ، عقیقہ، مکان کی تعمیر، جائیداد کی تقسیم، اور کھانے پینے تک یہ دیکھنا ہے کہ شریعت کی اجازت ہے کہ نہیں، اور شریعت کا حکم کیا ہے؟ اگر یہ بات پیدا ہو جائے تو تمام کوششیں حاصل، آپ کا یہاں آنا حاصل اور میرا یہاں آنا اور کچھ کہنا حاصل، ورنہ نشستند وگفتند وبرخاستند

یہ برسوں سے ہو رہا ہے، نہ ہمیں کہنے سے فرصت ملتی ہے اور نہ آپ کے سننے کی عادت جاتی ہے، اس کا کچھ حاصل ہونا چاہئے، جو نمازی نہیں ہے، وہ اب اس نماز سے جو ظہر کے وقت آنے والی ہے، مرتے مرتے مر جائے عہد کرے کہ نماز نہیں چھوڑیں گے، اگر خدانخواستہ آپ کسی ناجائز چیز کے عادی ہیں تو یہیں توبہ کیجئے کہ اب اسے ہاتھ نہیں لگانا ہے، مسلمان سیاسی طور پر اتنے پیچھے ہیں، ہر جگہ اسی بات کا رونا سنتے سنتے کان پک گئے، جان لبوں پر آ گئی۔ بس ہو چکا۔ کم سے کم اپنے شعور کے وقت سے سن رہا ہوں، کوئی مجلس، کوئی جلسہ اس سے خالی نہیں، سیاسی رونا، اقتصادی رونا، لیکن کوئی عزم نہیں، کوئی فیصلہ نہیں، ضرورت ہے، ہم اپنی سیرت بدلیں، اس کے بغیر کام نہیں چلتا، اور جب اللہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہے، اور اس کو یہ تلقین کرے، اور یہ وظیفہ بتائے کہ تم یہ دعا کرو کہ "رب ادخلنی مد خل صدق واخر جنی مخرج صدق" تو ہم کس شمار قطار میں ہیں۔

قانون تو معمولی آدمی نہیں بدلتا، اور یہ تو اللہ تعالیٰ کا قانون ہے، اور قانون یہ ہے کہ پہلے تم بدلو "یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم واوفو بعھدی اوف بعھد کم" (البقرہ ۴۰) اے آل یعقوب! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا تھا، میں اس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا۔) اے بنی اسرائیل (جو اس وقت کی معزز و مکرم قوم تھی) اللہ کے احسان کو یاد کرو، جو تم پر کیا، اور میرے عہد کو پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کروں گا، ترتیب یہ ہے، لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اللہ میاں اپنا عہد پورا

کردیں، باقی پھر دیکھا جائے گا، اور اللہ میاں علیم وخبیر ہے، دل کے حالات جاننے والا ہے، پہلے سے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے، سارا شکوہ خدا سے ہے، ارے صاحب!...... یہ امت مرحومہ، یہ اشرف الامم کس طرح ذلیل کیسی خوار ہے، ہر جگہ پٹ رہی ہے، اور یہ نہیں دیکھتے کہ ہم کیا کر رہے ہیں، آپ اپنی زندگی میں کونسی تبدیلی لائے، اتنے دنوں سے وعظ ہو رہے ہیں، تبلیغی جماعت کام کرا رہی ہے، ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ نہ شادی بیاہ کے رسم ورواج میں کوئی فرق ہے، اور نہ مسلمانوں کے اسراف میں کوئی فرق ہے، اسی شہر میں کسی جگہ سے گزر رہا تھا، وہ روشنی دیکھی، خطرہ ہوا کہ شاید یہ گھر کسی مسلمان کا ہو، بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تمام روشنی یہیں آگئی ہے، کسی بات میں فرق لانے کو تیار نہیں، بیس برس پہلے اور دس برس پہلے جو طرز زندگی تھا وہی آج ہے، جو نماز کے پابند نہیں، وہ نماز کے پابند نہیں، جو پینے پلانے کا عادی تھا، وہ پینے پلانے کا عادی ہے، جو مال میں حقوق العباد میں، معاملات میں، دیانت داری کو ضروری نہیں سمجھتا وہ اب بھی ضروری نہیں سمجھتا، جو ہاتھ لگ جائے وہ اپنا مال۔

یہی ہندستان کا ملک ہے، اگر آپ میں صداقت آجائے، آپ میں انصاف آجائے، آپ میں خلوص آجائے، آپ میں ہمدردی آجائے، انسانی جان ومال کا پورا احترام اور ملک کو بچانے کی پوری فکر پیدا ہوجائے، تو کوئی زبردستی کی بات نہیں، سنت خداوندی تو بڑی چیز ہے، فطرت انسانی ہے کہ کہا جائے گا اب آپ ہی انتظام سنبھالئے، کہ یہ ملک تباہ ہو رہا ہے، گاڑی چلتی نہیں ہے، ہر آدمی آپ ہی کو چاہتا ہے، اپنا کام کرانا چاہتا ہے، اپنا وقت بچانا چاہتا ہے، نقصان سے بچنا چاہتا ہے، انسانی فطرت ہے، اگر اس کو یہ معلوم ہوجائے کہ یہ کام آپ ہی کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے، تو پھر کہاں کا قومی تعصب اور کہاں کا فرقہ وارانہ عصبیت، سب کہیں گے، لیجئے بس اب آپ ہی ذمہ داری قبول کیجئے، قوموں کی لیڈر شپ اس طرح ہاتھ میں نہیں آیا کرتی کہ آپ لڑتے بھی رہیں، اور کام کچھ نہ کریں، اور شکوہ وشکایت کریں، اور اس کے بعد کہیں کہ اقلیت میں ہونے کے باوجود ہمیں وہ حقوق ملیں، اور ہماری مرضی پوری ہو، اقلیت تو اقلیت، فرد واحد اپنی دیانت سے، اپنی خدا ترسی سے، اپنی قابلیت سے سب کو جھکا لیتا ہے اور اپنا لوہا منوا لیتا ہے، سیاسی شکوے، سیاسی مظاہرے اور احتجاج بہت ہیں، لیکن ہم اپنی سیرت نہیں بدلتے، ہم میں کا ہر آدمی جس جگہ ہے، جس محکمہ میں ہے، جس محاذ پر ہے وہ ثابت کردے کہ آپ ایک سچے، راست باز انسان ہیں، آپ ایک محنت شعار انسان ہیں، حق وانصاف کے معاملہ میں آپ ہندو مسلم کی بھی کوئی تفریق نہیں کرتے، آپ کے لئے حرام ہے کہ آپ کسی ناجائز پیسے کو نظر اٹھا کر بھی دیکھیں، یہ آپ کچھ دن کرکے دیکھئے پھر ہندستان کا نقشہ کیا ہوتا ہے، اور آپ کس مقام پر نظر آتے ہیں؟ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆